عصر حاضر کے مالی معاملات اور ذخیرہ اندوزی

Contemporary financial issues and hoarding

* آصف نوید

** ڈاکٹر محمد طاہر

Abstract:

Like Islam stresses upon worships and to perform them well the social conduct has been strongly urged upon in the teaching of Islam. Islam makes it mandatory for us to adopt the impermissible and avoid the prohibited. The Quran says:

"Oh people! eat whatever permissible halal and pure you find in the world and do not follow the footsteps of the shatan. Vasily he is your open enemy."

Generally, Allah has given one exclusive rights to consume whatever he owns, however, his freedom is conditioned with certain limits. For example, if there is some common misdnef due to one's consuming his own property, shariah makes even such a fair use of one's property impermissible. Similarly, hoarding has been declared prohibited by virtue of Islamic laws. The writing in hand is throwing light on the same topic.

It has become a comman phenomenon nowadays to hoard certain commodities to create artificial shortage to increase their price in the market. As far as dry fruit is concerned this practice has been there for centuries, however, the facilities of cold-storage has also made the hoarding of vegetable, fruit and eggs etc. possible.

The world Ahtikar is used for hoarding in Arabic language. The world ahtikar means "to hoard a certain commodity to be taken out in the times of extreme sto make a lot of profit."In terms of shariah Ahtikar has the same meanings.Therefore Allama Ibn e Abideen Shami writes for Ahtikar in terms of shariah "In terms of Shariah Ahtikar means to hoard a certain eatable thing or a similar thing and to hold it until its price increases a lot"

Such a practice is impermissible and sinful. There are various hadith which warn us for severe punishments against such practices, On the other hand if there is danger of shortage in the market, one may store his commodities, similarly, to store one's own land or production would be permissible hortage

……………………………………………………………………

* ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول دین، جامعہ کراچی

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، عبدالوالی خان یونیورسٹی مردان

مالی معاملات کی اہمیت، دینِ اسلام کا ایک طرۂ امتیاز:

اسلام صرف مذہب نہیں، کہ وہ انسان کا ایک پرائیویٹ معاملہ ہو، اور وہ صرف عبادت گاہوں یا کسی شخص کی ذاتی اور نجی زندگی تک محدود ہو، بلکہ یہ ایک دین ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک مکمل دستورِ حیات ہے، یہ دستورِ خداوندی جس طرح عبادات اور ان کی درست ادائیگی پر زور دیتا ہے، اسی طرح یہ معاملات میں حلال کو اختیار کرنے اور حرام سے بچنے کی بھی تاکید کرتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الأَرضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيطَانِ إِنَّهُ لَكُم عَدُوٌّ مُبِينٌ۔ [1]

اے لوگو! تم زمین میں حلال اور پاکیزہ چیزیں کھایا کرو، اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَأكُلُوا أَموَالَكُم بَينَكُم بِالبَاطِلِ وَتُدلُوا بِهَا إِلَى الحُكَّامِ لِتَأكُلُوا فَرِيقًا مِن أَموَالِ النَّاسِ بِالإِثمِ وَأَنتُم تَعلَمُونَ ۔ [2]

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ، اور ان کو حکام کے یہاں اس غرض سے مت لے جاؤ کہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریقِ گناہ کے کھا جاؤ، جبکہ تم کو علم بھی ہو۔

پہلی آیت میں رزقِ حلال کی تاکید کی گئی، اور دوسری آیت میں تمام معاملاتِ فاسدہ اور باطلہ کی ممانعت کر دی گئی، ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات اور احادیث ہیں، جن میں حلال کو اختیار کرنے اور حرام سے بچنے کے اصولی احکام کے ساتھ ساتھ بہت سے جزوی مسائل بھی ذکر کئے گئے ہیں، چنانچہ قرآنِ پاک کی سب سے بڑی آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَينٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى الاية۔" [3] میں معاملات کی ہی بعض صورتوں کا بیان ہے۔

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعمَلُوا صَالِحًا الآية۔[4]

اے انبیاء کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے اعمال کرو۔

اس آیت میں جس طرح حلال کھانے اور اعمالِ صالحہ کی تاکید معلوم ہو رہی ہے، اسی طرح یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ کسی انسان سے اعمالِ صالحہ کے صادر ہونے میں لقمۂ حلال کو بہت دخل ہے، کہ اگر کسی انسان کا کھانا پینا حلال اور پاکیزہ کمائی سے ہو تو اس کو اعمالِ صالحہ کی توفیق بھی ہوتی ہے، جبکہ اس کے برعکس صورتحال میں انسان ان چیزوں سے محروم رہتا ہے، اور ایسے شخص کی دعا تک بھی قبول نہیں ہوتی، چنانچہ ایک حدیث شریف میں یہ بات بہت صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا...ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماءِ: يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذي بالحرام فأني يستجاب لذلك ۔[5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ طیب ہیں، پاکیزہ چیز کو ہی قبول فرماتے ہیں، پھر بطورِ مثال ذکر فرمایا کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ بال، غبارآلود، آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے، "یارب، یارب" پکارتا ہے اور اسکا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اور اسکا لباس حرام، اور حرام سے غذا دیا گیا، پس اسکی دعا کیسے قبول کی جائے گی۔

حقیقی زہد اور تقویٰ:

اسی طرح حضرات امام محمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اتنی کتابیں لکھ دیں، لیکن زہد وتصوف میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی؟ آپ نے فرمایا: کہ میں نے "کتاب البیوع" جو لکھی ہے، یہ "کتاب الزہد" ہی تو ہے۔[6]

مطلب یہ کہ حقیقی زہد، حقیقی تقویٰ، عبادات کی قبولیت اور ان کا نور، دعا کی لذت وغیرہ، ان میں سے کوئی چیز بھی اس وقت تک صحیح معنی میں حاصل ہی نہیں ہو سکتی، جب تک کہ معاملات میں حلال کو اختیار نہ کیا جائے، اور رزقِ حلال کما کر لقمہ حلال سے پرورش نہ ہو۔

اور پر ذکر کردہ دلائل سے یہ بات واضح ہو گئی معاملات یعنی خرید وفروخت اور تجارت وغیرہ میں شرعی احکام کے پابندی بھی عین دین ہے، بلکہ دوسرے دینی فریضوں کی صحیح ادائیگی بھی کسی درجے میں اسی پر منحصر ہے۔

کسی شخص کی ذاتی ملکیت اور شرعی حدود و قیود

عام طور پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ذاتی ملکیت میں تصرف کرنے کا پورا اختیار دیا ہے، کہ وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامیہ نے انسان کو کچھ حدود و قیود کا پابند کیا ہے، کہ اگر کسی شخص کے اپنی ملکیت میں تصرف کرنے سے دوسرے لوگوں کو بالخصوص معاشرے کو ضرر Mischief اور نقصان پہنچے اور کوئی اجتماعی اور عمومی مصلحت فوت ہو رہی ہو، تو شریعتِ اسلامیہ اس جائز کام کو اور اس شخص کے اپنی ملکیت میں تصرف کرنے کو بھی ممنوع اور ناجائز قرار دیتی ہے۔یعنی شریعتِ اسلامیہ میں کسی انسان کی ذاتی ملکیت بے لگام اور بے مہار نہیں، بلکہ اس میں کچھ حدود و قیود ہیں ،انہی سے مذہبِ اسلام کی حقانیت اور اس کا دینِ الٰہی ہونا واضح ہوتا ہے، کہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا قانون نہیں، بلکہ حق تعالیٰ شانہ، کا اتارا ہوا مکمل ضابطۂ حیات ہے، یہ ابدی قانون قیامت تک آنے والے بنی نوعِ انسان کی ہر میدان میں راہنمائی کرتا رہے گا۔

ذخیرہ اندوزی اور ہمارا معاشرہ:

معاشرہ سے اجتماعی ضرر کو دور کرنے کے لئے ،اپنی ذاتی ملکیت میں لگائی گئی پابندیوں میں سے ایک پابندی ذخیرہ اندوزی کے ممانعت کا حکم بھی ہے۔ آج کل ذخیرہ اندوزی کے ذریعے اشیاء اور اجناس کی مصنوعی قلت پیدا کرکے چیزوں کے ریٹ بڑھانا اور ان کو مہنگا کرکے نفع کمانا،ایک معمول کی بات بن گئی ہے،خشک اجناس میں تو یہ صورتحال پہلے بھی ہوتی تھی، لیکن آج کل کولڈ اسٹورز کی کثرت کی وجہ سے سبزیاں، فروٹ اور انڈے وغیرہ میں بھی یہ بات عام ہو گئی ہے، چنانچہ تجارتی منڈیوں میں آڑھتی لوگ پہلے اس چیز کی منڈی میں آنے والی مقدار کا جائزہ لیتے ہیں،اس کے بعد بولی شروع کرتے ہیں۔

ذخیرہ اندوزی کی حقیقت:

ذخیرہ اندوزی کے لئے عربی زبان میں "احتکار" کا لفظ بولا جاتا ہے، لغت میں "احتکار" کے معنی ہیں کہ "کسی چیز کی ذخیرہ اندوزی اس نیت سے کرنا کہ میں اس کو اس وقت نکالوں گا، جب بازار میں اس کی بہت زیادہ قلت ہو جائے گی، اور اس کی وجہ سے لوگوں سے اس کی بہت زیادہ قیمت وصول کر سکوں گا۔[7]

اور "احتکار" کا شرعی معنی بھی اس کے لغوی معنی سے کچھ مختلف نہیں، چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامیؒ " احتکار" کا شرعی معنی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شرعا اشتراء طعام ونحوه وحبسه إلى الغلاءِ۔[8]

شرعاً احتکار یہ ہے کہ کھانے اور اس جیسی چیز کو خرید لینا، اور اس کے مہنگا ہونے تک اس کو روک لینا۔

ذخیرہ اندوزی کے متعلق وارد ہونے والی احادیث:

ذخیرہ اندوزی کے بارے میں مختلف احادیث میں بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ذیل میں ان میں سے چند پیش کی جاتی ہیں:

۱۔عن معمر بن عبد الله بن فضلة رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحتكر إلا خاطئ۔[9]

حضرت معمر بن عبد اللہ بن فضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: احتکار نہیں کرتا مگر گناہ گار مطلب یہ کہ احتکار کرنا گناہ ہے۔

۲۔عن عمر بن الخطاب قال :قال رسول ﷺ: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون۔[10]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کھینچنے والے یعنی بازار میں فروخت کرنے کے لئے چیز کو لانے والا کو رزق دیا جاتا ہے، اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

۳- عن ابن عمر قال : قال رسول ﷺ : من احتكر طعاما أربعين ليلة فقد برئ من الله وبرئ الله منه وأيما أہل عرصة أصبح فيہم امرؤ جائعا فقد برئت منہم ذمة الله۔[11]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کھانے کی چیز کو چالیس دن تک ذخیرہ کیا تو تحقیق وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں، اور جس کی خطہ ئ زمین کے رہنے والوں نے اس حال میں صبح کی کہ ان میں کوئی بھوکا ہو تو تحقیق اللہ کا ذمہ ان سے بری ہے۔

۴- عن أبی ہريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من احتكر يريد أن يتغالى بہا على المسلمين فہو خاطئ وقد برئ منه ذمة الله۔[12]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسلمانوں پر گرانی کے ارادے سے ذخیرہ اندوزی کی وہ گناہ گار ہے۔

۵- عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ليس بالمؤمن الذی يبيت شبعانا وجاره جائع إلى جنبه۔[13]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مؤمن نہیں ہے جو خود سیر ہو کر رات گزارے اور اس کے پہلو میں اسکا پڑوسی بھوکا ہو۔

٦-عن عبد الرحمن بن أبی بكر بن المغيرة عن عمه اليسع بن المغيرة قال : مر رسول الله صلى الله عليه وسلم برجل بالسوق يبيع طعاما بسعر ہو أرخص من سعر السوق فقال : تبيع فی سوقنا بسعر ہو أرخص من سعرنا قال : نعم، قال:صبرا واحتسابا،قال : نعم قال : أبشر فإن الجالب إلى سوقنا كالمجاہد فی سبيل الله والمحتكر فی سوقنا كالملحد فی كتاب الله۔[14]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کھانے کی چیز بازار کے نرخ سے بہت سستی بیچ رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہمارے بازار میں ہماری قیمت سے

سستی چیزیں بیچ رہے ہو، اس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا: صبر اور ثواب کی امید سے ؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: خوشخبری لو؛ کیونکہ ہمارے بازار میں چیز لانے والا ایسا ہے جیسا کہ مجاہد فی سبیل اللہ، اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی کتاب میں الحاد کرنے والا شخص۔

۷۔ عن معقل بن يسار قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : من دخل فى شىء من أسعار المسلمين ليغلى عليهم كان حقا على الله أن يقذفه فى معظم جهنم رأسه أسفله۔[15]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے بازار میں کوئی ایسی چیز داخل کرے کہ جس سے ان پر گرانی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ اس کو جہنم کے کسی بڑے طبقے میں اس کے اوپر نیچے سے پھینک دیں۔

ذخیرہ اندوزی اور فقہائے کرام:

احادیث میں وارد ہونے والی سخت وعیدوں کے پیشِ نظر فی الجملہ ذخیرہ اندوزی کے عدمِ جواز پر تقریباً تمام فقہائے کرام یک زبان نظر آتے ہیں، تاہم تفصیلات اور جزوی باتوں میں کہیں کہیں اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانی رحمہ اللہ تعالیٰ ذخیرہ اندوزی کے حکم کے بارے میں لکھتے ہیں:

وأما حكم الاحتكار فنقول يتعلق بالاحتكار أحكام منها الحرمة لما روى عن رسول الله أنه قال المحتكر ملعون والجالب مرزوق ولا يلحق اللعن إلا بمباشرة المحرم وروى عنه عليه الصلاة والسلام أنه قال من احتكر طعاما أربعين ليلة فقد برىء من الله وبرىء الله منه ومثل هذا الوعيد لا يلحق إلا بارتكاب الحرام ولأن الاحتكار من باب الظلم لأن ما بيع فى المصر فقد تعلق به حق العامة فإذا امتنع المشترى عن بيعه عند شدة حاجتهم إليه فقد منعهم حقهم ومنع الحق عن المستحق ظلم،وإنه حرام۔ وقليل مدة الحبس وكثيرها سواء فى حق الحرمة لتحقق الظلم۔[16]

"رہا احتکار کا حکم، تو ہم کہیں گے کہ احتکار کے متعلق بہت سے احکام ہیں، ان میں ایک اس کا حرام ہونا ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ ذخیر اندوزی کرنے والا ملعون ہے ، اور چیز کو بازار میں لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے، اور لعنت کا مستحق تو حرام کے ارتکاب سے ہی ہوتا ہے ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جس نے کھانے کی چیز کو چالیس دن تک ذخیرہ کیا تو تحقیق وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں، اور یہ وعید بھی حرام کے مرتکب کو ہی لاحق ہو سکتی ہے۔ اور اس وجہ سے بھی احتکار ظلم کے قبیل سے ہے؛ کیونکہ جو چیز شہر میں بیچی گئی، تو اس کے ساتھ تمام لوگوں کا حق متعلق ہو گیا، پھر جب خریدار لوگوں کی ضرورت کے باوجود، اس کو فروخت کرنے سے رکا رہا، تو تحقیق اس نے لوگوں سے ان کا حق روک دیا، اور مستحق سے حق کو روک لینا ہی ظلم ہے، او ر حرمت کے تحقق میں مدت کا کم یا زیادہ ہونا برابر ہے"۔

ذخیرہ اندوزی کن چیزوں میں ممنوع ہے؟

احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی انسان کی ضرورت کی اشیاء میں بھی ہوتی ہے، اور جانوروں کے کھانے کی اشیاء میں بھی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں فقہائے کرامؒ کے مذاہب کا خلاصہ یہ ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ان میں احتکار ناجائز ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسری اشیاء میں احتکار جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، امام مالکؒ کے ہاں احتکار مطلقاً ممنوع ہے ، خواہ کھانے پینے کی اشیاء میں ہو یا اور کسی چیز میں۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف غذائی اجناس میں احتکار ناجائز ہے، غذائی اجناس کے علاوہ دوسری اشیاء میں احتکار جائز ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ضرورت کی چیز میں احتکار ناجائز ہے۔ جو حضراتِ فقہاء احتکار کو غذائی اجناس کے ساتھ خاص کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ احتکار کا لفظ لغت میں غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی پر ہی دلالت کرتا ہے، دوسری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی پر احتکار کا لفظ دلالت نہیں کرتا،

كما في المغرب: الاحتكار حبس الطعام للغلاء[17]

اس لئے صرف غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت ہو گی۔

امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ غذائی اجناس میں احتکار کی ممانعت کی جو علت پائی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس چیز کی ضرورت ہے، لیکن محتکر نے لوگوں سے اس کے منہ مانگے دام وصول کرنے خاطر اپنے گودام میں اس کا ذخیرہ کیا ہوا ہے، تو یہ علت جس طرح غذائی اجناس میں پائی جاتی ہے، اسی طرح دوسری چیزوں میں بھی پائی جاتی ہے، اس لئے تمام اشیائے ضرورت میں احتکار ناجائز ہے۔[18]

ذخیرہ اندوزی کے ناجائز ہونے کا سبب:

احتکار کی ممانعت اسی وقت ہے جب اس چیز کی ذخیرہ اندوزی سے عوام کو ضرر Mischief پہنچے، عوام کو اس چیز کی ضرورت ہو، اور یہ شخص فروخت کرنے کے لئے نہ نکالے، لیکن اگر اس شخص کی ذخیرہ اندوزی سے عوام کو ضرر Mischief اور تنگی نہ پہنچے، بلکہ بازار میں اس چیز کی رسد فراوانی کے ساتھ موجود ہو، تو اس صورت میں ذخیرہ اندوزی کرنے کی ممانعت نہیں، اور اس پر کوئی گناہ نہیں، گناہ اس وقت ہے کہ لوگ ضرورت مند ہوں اور یہ شخص گرانی پیدا کرنے کے لئے ذخیرہ اندوزی کر رہا ہو۔[19]

احتکار کی مدت Period:

جمہور فقہائے کرامؒ کا قول یہ ہے کہ اگر تھوڑے سے وقت کے لئے چیز کو ذخیرہ کیا جائے تو یہ احتکار نہیں کہلائے گا، اور زیادہ مدت کے لئے کیا جائے تو احتکار ہو گا، پھر مدت کے کم یا زیادہ ہونے میں اقوال مختلف ہیں کہ کم مدت کس کو کہیں گے، اور زیادہ مدت کس کو کہیں گے، بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ ایک مہینہ کی مدت کثیر ہے، اور اس سے کم مدت قلیل ہے، چنانچہ "الفتاویٰ الہندیۃ" میں ہے:

وإذا قلت المدة لا يكون احتكارا وإذا طالت المدة يكون احتكارا وعن أصحابنا أنهم قدروا الطويلة بالشهر فما دونه قليل۔[20]

جب مدت قلیل ہو تو احتکار نہیں ہو گا، اور جب مدت لمبی ہو تو احتکار ہو گا، اور ہمارے اصحاب نے طویل مدت کا اندازہ ایک مہینہ مقرر کیا ہے، پس جو اس سے کم ہو وہ قلیل ہے۔

حدیث شریف میں بیان کی گئی مدت اور فقہائے کرام:

ایک حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد ہے:

جس نے گرانی کا ارادہ کرتے ہوئے طعام کو چالیس دن کے لئے ذخیرہ کیا، پس تحقیق وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں۔

محدثین کے نزدیک اس حدیث شریف مدت کا بیان تحدید یعنی کوئی خاص وقت مقرر کرنے کے لئے نہیں ، کہ خاص اس وقت میں تو احتکار ہو، اور اگر اس سے کم ہو تو احتکار نہ ہو، بلکہ اس حدیث شریف میں کثرت بیان کرنا مقصود ہے، چنانچہ " مجموع شرح المهذب " میں ہے:

قال الطيبى: ان التقييد بالاربعين "يشير إلى حديث ادخار الطعام أربعين يوما"، اليوم غير مراد به التحديد ـقال الشوكانى : ولم أجد من ذهب إلى العمل بهذا العدد ـ[21]

طیبیؒ "حدیث ادخار الطعام أربعین یوم" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چالیس دن کے ساتھ خاص کرنے سے دن مراد نہیں، شوکانیؒ کہتے ہیں کہ: میں نے کسی کو نہیں پایا جو اس عدد پر عمل کرتے ہوئے صرف چالیس دن کے لئے ہی ذخیرہ اندوزی کے ناجائز ہونے کی طرف گئے ہوں۔

اپنی ذاتی زمین کی پیداوار ذخیرہ کرنا

اپنی ذاتی زمین کی پیداوار اگر ذخیرہ کی جائے تو یہ ممنوع اور ناجائز نہیں، لیکن افضل یہ ہے کہ جب لوگوں کو اس کی سخت ضرورت ہو تو اپنی ضرورت سے زائد چیز کو بیچ دے، جیسا کہ "الفتاویٰ الهندیة" میں ہے:

لو زرع أرضه وادخر طعامه فليس بمحتكر ،كذا فى الحاوى ولكن الأفضل أن يبيع ما فضل عن حاجته إذا أشتدت حاجة الناس إليه كذا فى التتارخانية ناقلا عن المضمرات۔[22]

اگر کسی نے اپنی زمیں میں کھیتی کی، اور اس کے غلے کو ذخیرہ کر لیا، تو یہ ذخیرہ اندوز نہیں کہلائے گا حاوی میں اسی طرح ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ جب لوگوں کو سخت ضرورت ہو تو اس وقت اپنی ضرورت سے زائد کو خروخت کر دے۔

کتابیات Bibliography

حواشی

1 البقرۃ::۱۶۸

2 البقرۃ:۱۸۸

3 البقرۃ: ۲۸۲

4 المؤمنون:۵۱

5 مشکٰوۃ بحوالہ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، حدیث رقم:۲۷۶۰

6 اسلام اور جدید معاشی مسائل، لمحمد تقی العثمانی، طبع ادارہ اسلامیات

7 الناشر: دار العلم للملایین بیروت، الطبعۃ: الرابعۃ:۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷م، عدد الأجزائ:۶،ج۲، ص:۶۳۵

8 رد المحتار، لعلامۃ ابن عابدین، ایچ، ایم سعید، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۶ص۳۹۸مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں القاموس الاقتصادی، لحسن النجفی، طبع بغداد، ۱۹۷۷المیلادیۃ

9 ہٰذا الفظ الترمذی، لمحمد بن عیسی الترمذی أبو عیسی المتوفی:۲۷۹ھ، مطبع: شرکۃ مکتبۃ، ابواب البیوع، باب ماجاء فی الاحتکار، ج۳، ص:۵۵۹، حدیث رقم:۱۲۶۷۔

10 ہذا الفظ سنن ابن ماجۃ: کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، ج۲، ص۷۲۸، حدیث رقم:۲۱۵۳، وکذا فی سنن الدارمی، کتاب البیوع، باب فی النہی عن الاحتکار، وشعب الایمان للبیہقی حدیث رقم:۱۰۷۶۶، والسنن الکبریٰ للبیہقی، ومصنف عبد الرزّاق، حدیث رقم:۱۴۸۹۴، ۱۴۸۹۳، والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ومسند عبد بن حمید، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

11 المستدرک علی الصحیحین لأبی عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ، المتوفی:۴۰۵ھ- ،الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الأولی ۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۰م، عدد الأجزائ: ۵، ج۲، ص:۱۵حدیث رقم: ۲۱۶۵

12 حوالہ بالا

13 حوالہ بالا

14 حوالہ بالا

15 حوالہ بالا

16 بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، لعلاء الدین أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی الحنفی المتوفی: ۵۸۷ھ، عدد الأجزائ:۷، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الثانیۃ:۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶م، کتاب الاستحسان، ج۵، ص:۱۲۹

17 المغرب، المؤلف: ناصر بن عبد السید أبی المکارم ابن علی أبو الفتح برہان الدین الخوارزمی المُطَرِّزِیّ المتوفی:۶۱۰ھ- ، الناشر: دار الکتاب العربی، عدد الأجزائ: ۱، ص:۱۲۴

18 المجموع شرح المهذب :،لأبی زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی ،المتوفی: 676 ھ مع تکملۃ السبکی والمطیعی عدد الاجزاء :۲۰، طبع دار الفکر، باب النجش۔۔۔۔۔۔والاحتکار، ج۱۳، ص۴۸،

19 المغنی لابن قدامۃ،لأبی محمد موفق الدین عبد اللہ بن أحمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشہیر بابن قدامۃ المقدسی المتوفی: 620ھ، طبع: مکتبۃ القاہرۃ، عدد الأجزاء: 10، تاریخ النشر: 1388 ھ - 1968م، کتاب البیوع ،فصل فی احتکار، ج۴، ص۱۶۶، اعلاء السنن ،المؤلف : المحدث الکبیر ،الشیخ العلامۃ ظفر احمد العثمانی التھانویؒ، ج۱۶، ص۲۰۲ طبع ادارۃ القرآن کراتشی، کتاب البیوع، ج۱۷، ص۴۳۰

20 الفتاویٰ الہندیۃ، لجنۃ علماء بریاسۃ نظام الدین البلخی ،عدد الاجزاء ۶، طبع مکتبۃ رشیدیہ کوئٹہ کتاب البیوع ،فصل فی الاحتکار، ج۳، ص۲۱۴

21 المجموع شرح المهذب :،لأبی زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی ،المتوفی: 676ھ مع تکملۃ السبکی والمطیعی عدد الاجزاء :۲۰، طبع دار الفکر، باب النجش۔۔۔۔۔۔والاحتکار، ج۱۳، ص۴۸، ۲۲ الفتاویٰ الہندیۃ، لجنۃ علماء بریاسۃ نظام الدین البلخی، عدد الاجزاء۶، طبع مکتبۃ رشیدیہ کوئٹہ کتاب البیوع، فصل فی الاحتکار، ج۳، ص۲۱۴، وکذا فی الدر المختار للحصکفی ،کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۶، ص۳۹۹، سعید